ملفوظاتِ امام ابوحنیفہ

اِمام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ

مرتبہ

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم العالی

اُستاذ الحدیث و نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ دار العُلوم کراچی

ملفوظات امام ابوحنیفہ

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ
(ولادت ۸۰ھ...... وفات ۱۵۰ھ)

مرتب
حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم العالی
استاذ الحدیث و نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
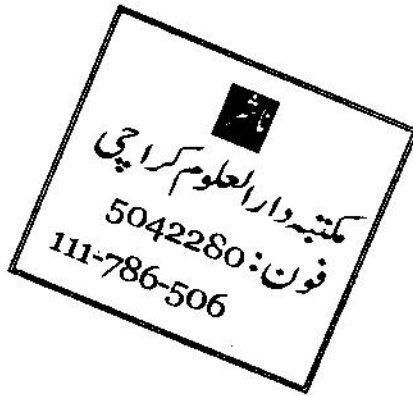
مکتبہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)......فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آ جائے تو سر آنکھوں پر، اور اگر (کسی مسئلہ میں) صحابہؓ سے اقوال ہوں تو ہم انہیں میں سے کسی کا قول لیں گے اور ان سے خروج نہیں کریں گے البتہ اگر تابعین (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ہم عصر علماء) کے اقوال ہوں تو ان کے مقابلہ میں ہم اپنی رائے پیش کر سکتے ہیں۔

(۲)......فرمایا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کتاب اللہ، یا سنت رسول اللہ یا اجماع صحابہؓ کے خلاف اپنی رائے پیش کرے۔ ہاں جن مسائل میں صحابہؓ کا اختلاف ہو تو ہم صحابہؓ کے اقوال میں سے وہ قول اختیار کرتے ہیں جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ کے قریب ترین ہو اور یہی اجتہاد کا محل ہے۔

(۳)......فرمایا: اگر دین میں تنگی ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا۔ جن چیزوں کی بدولت جہنم میں جانے کا خوف ہو سکتا ہے ان میں سب سے خوفناک چیز فتویٰ ہے۔

(۴)......فرمایا: جب سے سمجھ آئی ہے میں نے کبھی اللہ تعالیٰ پر جرأت نہیں کی۔ (یعنی مسئلہ بنا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نسبت نہیں کی)۔

(۵)......اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مسئلہ میں اشکال ہو جاتا اور وہ حل نہ ہوتا تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے ''یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو مجھ سے سرزد ہوا'' پھر استغفار شروع کر دیتے اور اکثر وضوء کر کے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز توبہ پڑھتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ تو فرماتے یہ ایک درجہ کی بشارت ہے، مجھے امید ہوتی ہے

کہ تو بہ قبول ہوگئی اور مسئلہ سمجھ میں آ گیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کی اطلاع مشہور بزرگ فضیلؒ بن عیاض کو ہوئی تو وہ رونے لگے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم کرے ان کے گناہ تو کم ہیں (اس لئے انہیں اپنی کوتاہی کا احساس ہوگیا) لیکن کسی دوسرے کو یہ خیال نہ ہوگا کیونکہ اس کے گناہوں نے تو اسے غرق کر رکھا ہے۔

(۶)......امام صاحب جارہے تھے تو غلطی سے ایک بچے کے پاؤں پر پاؤں آ گیا اور وہ نظر نہ آیا۔ بچہ نے کہا اے شیخ کیا تو روز قیامت کے بدلہ سے نہیں ڈرتا؟ تو امام صاحبؒ پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو آپ سے کہا گیا کہ اس جملہ کا اتنا اثر؟ فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ منجانب اللہ اس بچہ کے دل میں یہ جملہ ڈالا گیا ہے۔

(۷)......امامؒ کے ایک مخالف نے بحث کرتے ہوئے امام صاحب کو کہا اے بدعتی اے زندیق! امامؒ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، اللہ جانتا ہے کہ تم نے غلط کہا، اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے بعد اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں، ہاں اس سے معافی کا خواستگار ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں...... اس شخص نے کہا آپ مجھے معاف کردیجئے۔ فرمایا: جس جاہل نے مجھے جو کچھ کہا میں نے اسے معاف کیا لیکن جو عالم میرے بارے میں ایسی بات کہے جو مجھ میں نہیں تو اس کا معاملہ تنگ ہے کیونکہ علماء کی غیبت کے اثرات بعد میں بھی باقی رہتے ہیں۔

(۸)......اگر امام ابوحنیفہؒ کے سامنے کوئی شخص دوسروں کی باتیں نقل کرتا تو آپ اسے روک دیتے اور فرماتے: لوگوں کی ان ناپسندیدہ باتوں کو نقل کرنا چھوڑ دو۔ جس نے ہمارے بارے میں غلط بات کہی اللہ اسے معاف کرے، اور جس نے ہمارے بارے میں اچھی بات کہی اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ (لوگوں کی باتیں نقل کرنے کے بجائے) اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کی باتیں چھوڑ دو۔ وہ

جانیں اور ان کا کام، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارا محتاج بنا دے۔

(۹)...... امام ابوحنیفہؒ سے کہا گیا کہ علقمہؒ افضل تھے یا اسود؟ فرمایا اللہ کی قسم میں تو اپنے کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ ان کے لئے دعا اور استغفار کے علاوہ ان کا نام اپنی زبان پر لاؤں میں ان کے درمیان کیا ترجیح دے سکتا ہوں؟

(۱۰)...... ان سے عرض کیا گیا لوگ آپ کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں مگر آپ کسی کا ذکر نہیں کرتے، فرمایا ھو فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

(۱۱)...... امام ابوحنیفہؒ کی تجارت بہت وسیع تھی جو نفع حاصل ہوتا اس کا ایک بڑا حصہ اپنے مشائخ محدثین کی خدمت میں پیش کرتے اور فرماتے: آپ اسے اپنی ضروریات میں خرچ فرمائیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں، کیونکہ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال اور اس کا فضل ہے جسے اس نے میرے ہاتھ سے جاری فرما دیا ہے۔

(۱۲)...... فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا کہ علم ضائع ہو جائے گا تو میں کسی کو فتویٰ نہ دیتا۔ راحت تو وہ اٹھائیں اور گناہ مجھ پر ہو!۔

(۱۳)...... فرماتے تھے: کہ میں نے کبھی کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ اور میں نے کبھی کسی پر لعنت نہیں کی۔ اور میں نے کسی مسلمان یا ذمی کافر پر کبھی ظلم نہیں کیا۔ اور میں نے کبھی کسی کو دھوکہ دیا نہ کسی سے خیانت کی ہے۔

(۱۴)...... فرمایا جو وقت سے پہلے بڑا بننے کا خواہشمند ہوتا ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

(۱۵)...... فرمایا اگر علماء اولیاء اللہ نہیں تو پھر دنیا و آخرت میں کوئی ولی اللہ نہیں۔

(١٦) ...... فرمایا: جسے اس کا علم حرام چیزوں سے نہ روکے تو وہ خسارہ میں ہے۔

(١٧) ...... ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ تفقہ حاصل کرنے کیلئے کونسی چیز مددگار ہے فرمایا یکسوئی اختیار کرنا۔ اس نے پوچھا کہ یکسوئی کیسے حاصل ہوگی ،فرمایا تعلق اور غیر متعلق چیزوں کے کم کرنے سے۔اس نے پوچھا: وہ کیسے کم ہونگی فرمایا جس چیز کی جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ نہ لو۔

(١٨) ...... صبح کی نماز کے بعد کچھ لوگوں نے مسائل پوچھے، امامؒ نے اُن کا جواب دیا، کسی نے پوچھا کیا بزرگ اس وقت میں خیر کی بات کے سوا فضول باتیں کرنے سے منع نہیں کرتے تھے، امام صاحبؒ نے فرمایا: اس سے بڑھ کر خیر کی بات کیا ہوگی کہ حلال وحرام بتادیا جائے ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور لوگوں کو اس سے بچاتے ہیں۔

(١٩) ...... ایک آدمی کسی کی سفارش لے کر آیا کہ آپ مجھے علم سکھادیں۔ امامؒ نے فرمایا: اس طرح علم حاصل نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اسے بیان کریں اور علم نہیں چھپائیں گے۔ پھر فرمایا کہ عالم تو محض لوجہ اللہ علم سکھاتا ہے اس کے خصوصی راز دار نہیں ہوتے۔

(٢٠) ...... ایک صاحب سے فرمایا جب میں چل رہا ہوں، یا لوگوں سے بات کرر ہا ہوں۔ یا سو رہا ہوں یا آرام کرر ہا ہوں تو ان اوقات میں مجھ سے دین کی بات نہ پوچھا کرو کیونکہ ان اوقات میں آدمی کے خیالات مجتمع نہیں ہوتے۔ (١)

(٢١) ...... ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلافات اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:

---

(١) اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نصیحت کا سامان ہے، جو چلتے پھرتے دینی مسائل پوچھنا یا بتانا شروع کردیتے ہیں اور اس میں بعض اوقات بہت ضروری بات بیان کرنے سے رہ جاتی ہے۔ ١٢ محمود اشرف

''جب اللہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو ان کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ فرمائے گا، ہاں جن چیزوں کا مجھے مکلّف کیا گیا ہے مجھ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، لہٰذا میں انہی چیزوں میں مشغول رہنا پسند کرتا ہوں'' (جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا)۔

(۲۲)......فرمایا: مجھے ان لوگوں پر بہت حیرانی ہوتی ہے جو دین کے بارے میں محض اندازہ سے بات کرتے ہیں۔

(۲۳)......فرمایا جو شخص دنیا کے لئے علم سیکھتا ہے وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے، اسے علم کا رسوخ حاصل نہیں ہوتا نہ مخلوقِ خدا کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص علمِ دین دین کے لئے سیکھتا ہے اسے علم کی برکات نصیب ہوتی ہیں۔ اسے علم میں رسوخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے والے اس کے علم سے نفع اُٹھاتے ہیں۔

(۲۴)......ایک مرتبہ آپ نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے فرمایا اے ابراہیم آپ کو عبادت کا بڑا نیک حصہ نصیب ہوا ہے آپ علم کی طرف بھی توجہ رکھئے کیونکہ علمِ دین عبادت کی بنیاد ہے اور اسی سے دینی اور دنیوی امور درست ہوتے ہیں۔

(۲۵)......فرمایا جو احادیث تو پڑھے مگر انہیں سمجھتا نہ ہو وہ اس شخص کی طرح ہے جو دواؤں کو اپنے پاس جمع تو کرلے مگر ان کے آثار و خواص (اور طریق استعمال) سے پوری طرح واقف نہ ہو۔

(۲۶)......فرمایا جب دنیا کا کوئی کام کرنا ہو تو پہلے کام پورا کرو پھر کھانا کھاؤ۔

(۲۷)......خلیفہ منصور نے ان سے کہا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ فرمایا مجھے اپنی کسی چیز پر آپ کا ڈر نہیں، اگر آپ مجھے اپنے قریب کریں گے تو فتنہ میں مبتلا ہوں گا پھر دور کریں گے تو رسوائی مقدر ہوگی۔

(۲۸)......ایسی ہی بات کوفہ کے گورنر نے کہی تو جواب میں فرمایا: روٹی کا ٹکڑا۔ پانی کا گلاس، پوستین کا لباس اُس عیش سے بہتر ہے جس کے بعد (دنیا وآخرت میں) شرمندگی ہو۔

(۲۹)......جب آپ کے سامنے کسی کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے: کسی کی ایسی بات ہمارے سامنے نقل مت کرو جو اسے ناپسند ہو۔ جس نے ہمارے بارے میں کوئی غلط بات کہی اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے اور جس نے ہمارے لئے کوئی اچھا جملہ کہا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

(۳۰)......فرمایا دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ خود انہیں تمہارا محتاج کردیں گے۔

(۳۱)......فرمایا: جو آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتا ہو اس کے لئے دنیا کی تکلیف کچھ نہیں، اور جو اپنے نفس کی عزت کرتا ہو (یعنی دنیا وآخرت کی رسوائی سے بچنا چاہتا ہو) تو دنیا اس کے سامنے ذلیل ہے۔

(۳۲)......فرمایا اپنے لئے گناہوں کا انبار اور اپنے وارثوں کے لئے مال و دولت جمع مت کرو۔

(۳۳)......فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے بھی قتال کیا ہے اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق میں پیش پیش تھے، اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ واقعات پیش نہ آتے تو باغیوں کے شرعی احکام سمجھ میں نہ آتے۔

(۳۴)......امام ابوحنیفہؒ سے ایک سوال کیا گیا جب جواب ملا تو سوال کرنے والے نے کہا جب تک آپ زندہ ہیں اس شہر میں خیر ہی خیر ہے: فرمایا علاقے خالی ہوگئے تو مجھے بلا کسی خواہش کے بڑا سمجھا جانے لگا ہے، مگر یہ بڑائی مجھ پر بہت

بھاری ہے۔

(۳۵)...... مشہور تابعی اعمش سے چند مسائل کے بارے میں سوال کیا گیا وہاں امام ابوحنیفہؒ بھی موجود تھے۔ حضرت اعمش نے امام صاحب سے کہا آپ جواب دیدیجئے۔ امام صاحبؒ نے جواب دیئے تو انہوں نے پوچھا آپ نے یہ مسائل کہاں سے لئے؟ فرمایا انہی احادیث سے جو میں نے آپ سے روایت کی ہیں اور پھر وہ احادیث سنائیں تو اعمش نے فرمایا میں نے جو احادیث سو دن میں آپ کو سنائی تھیں وہ (یعنی ان کا خلاصہ) آپ نے مجھے تھوڑے سے وقت میں بیان کر دیا۔ مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ آپ ان احادیث پر اس طرح سے بھی عمل کریں گے۔ پھر اعمش نے فرمایا: اے فقہاء کرام! تم طبیب ہو اور ہم تو صرف دوا فروش ہیں اور اے ابوحنیفہؒ! تم نے یہ دونوں حصے جمع کر رکھے ہیں (یعنی آپ کے پاس روایت بھی ہے اور دِرایت بھی)

(۳۶)...... حضرت وکیع بن الجراح ایک دن امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں آئے دیکھا گردن جھکائے ہوئے سوچ بچار میں ہیں پوچھا: وکیع کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا فلاں صاحب کے پاس سے (وہ صاحب امام صاحبؒ پر اعتراضات کیا کرتے تھے) امام صاحبؒ نے شعر پڑھا......

ان یحسدونی فإنی غیر لا ئمهم   قبلی من الناس أهل الفضل قد حسدوا
فدام لی ولهم ما بی وما بهم   ومات أکثرنا غیظاً بما یجد

اگر لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان پر کوئی ملامت نہیں کرتا
کیونکہ مجھ سے پہلے جو لوگ اہلِ کمال تھے ان پر بھی حسد کیا گیا

جو میرے پاس ہے وہ میرے پاس رہے اور جو ان کے پاس ہے وہ ان کے پاس رہے

اور ہم میں سے جو زیادہ غصہ میں ہے وہی اپنے غصہ میں جلے گا۔

نوٹ:۔ یہاں تک کے تمام ملفوظات مشہور شافعی عالم اور محدث حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی

مکی کی کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان سے لئے گئے ہیں۔

(۳۷)...... امام شعبیؒ (مشہور تابعی امام عامر بن شراحیل الشعبی) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی طرف متوجہ کیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: ''ایک دن میں امام شعبیؒ کے پاس سے گذرا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا تم کہاں آتے جاتے ہو، میں نے کہا فلاں فلاں (تاجر) کے پاس۔ فرمایا: میں بازار کی بات نہیں پوچھ رہا، علماء کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے کہا میں ان کے پاس کم جاتا ہوں۔ فرمایا ایسا نہ کرو، تم علماء کے پاس جایا کرو، اور علم میں غور و فکر کیا کرو، کیونکہ تم ایک متحرک اور صاحبِ بصیرت نوجوان نظر آتے ہو۔ شعبی کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی اور میں نے بازار جانا کم کر دیا اور علم حاصل کرنا شروع کیا اور ان کی اس بات سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ (ص:۱۶۱)

(۳۸)...... امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: مجھے (جوانی میں) علم کلام اور مناظرہ کا شوق تھا یہانتک کہ میں اس میں مشہور ہو گیا۔ بحث میں مجھ سے جیتنا مشکل تھا، زیادہ تر بحث و مناظرہ بصرہ میں ہوتا تھا چنانچہ چوبیس مرتبہ میرا بصرہ جانا ہوا اور کبھی سال بھر بھی رہنا پڑا میرا زیادہ مناظرہ خوارج کے اباضیہ اور صفریہ سے اور حشویہ سے ہوتا رہا۔ اس دور میں میں علم کلام کو افضل ترین علم سمجھتا تھا۔ لیکن کچھ زمانہ گذرنے کے بعد میں نے غور کیا اور میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور کبار تابعین ہم سے زیادہ عالم اور ہم سے زیادہ ماہر تھے مگر انہوں نے ان مسائل میں بحثیں نہیں کیں۔ نہ وہ مناظرے کرتے تھے، نہ مجادلہ اور نہ ان بحثوں میں پڑتے تھے، وہ نہ صرف ان

نوٹ:۔ ۳۷ نمبر سے شروع ہونے والے ملفوظات معروف شافعی عالم امام شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی (متوفی: ۹۴۲ھ) کی کتاب ''عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان'' سے ماخوذ ہیں ...... محمود اشرف غفر اللہ لہ

باتوں سے خاموش رہے بلکہ انہوں نے ان چیزوں سے سختی سے منع کیا ہے۔ میں نے یہ بھی سوچا کہ صحابہؓ تو شریعت کی نصوص اور ان کی فقہ میں غور کرتے تھے، ان کی مجلسیں بھی اسی پر ہوتی تھیں اور یہی ان کا مطمع نظر رہا۔ صحابہؓ دین کی باتیں لوگوں کو سکھاتے تھے اور انہیں باتوں کے سیکھنے کی لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام اور مناظروں سے وابستہ ہیں ان کے طور طریق اور ان کے انداز سلف صالحین کے طریقہ پر نہیں ہیں۔

اسی دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ہماری مجلس میں آئی، اور ہماری علم کلام کی مجلس امام حماد بن ابی سلیمان کی مجلس فقہ کے قریب ہی تھی۔ اس عورت نے مجھ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو سنت طریقہ سے طلاق دینا چاہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ مجھے جواب معلوم نہ تھا، شرمندگی ہوئی اور میں نے اس خاتون سے کہا تم حماد بن سلیمان کی مجلس میں جاؤ، ان سے پوچھو، اور جو جواب وہ دیں مجھے آکر بتادینا۔ اس خاتون نے مسئلہ پوچھا پھر آکر مجھے بتایا میں نے طے کرلیا کہ مجھے اس علم کلام کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے جوتے اٹھائے اور حماد بن ابی سلیمان کی مجلس میں آکر ان کے شاگردوں میں شامل ہوگیا۔

وقت گذرتا رہا، میں مسائل سمجھتا رہا، یہاں تک کہ حماد بن ابی سلیمان نے فرمایا کہ میرے حلقہ میں سب سے آگے میرے سامنے ابوحنیفہ کے سوا کوئی نہ بیٹھے۔ دس سال میں حماد بن سلیمان کی مجلس میں شریک رہا۔ پھر میرے دل میں کچھ بڑائی کا خیال آگیا اور میں نے سوچا کہ میں اپنی مجلس علیحدہ قائم کرلوں۔ ایک شام میں مسجد جانے کے لئے نکلا اور میرے دل میں یہ تھا کہ میں آج سے اپنی مجلس علیحدہ جماؤں گا۔ لیکن جب مسجد میں داخل ہوا تو مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اپنے استاذ کو چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں انہی کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ اُسی رات بصرہ سے اطلاع ملی کہ ان کے ایک رشتہ دار

کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے وارث صرف حماد بن أبي سلیمان تھے۔ اس اطلاع پر وہ بصرہ تشریف لے گئے اور مجھے کہا کہ میری جگہ تم بیٹھا کرو۔ وہ چلے گئے اور میں مجلس میں بیٹھا تو میرے سامنے ایسے مسائل پیش کئے گئے جن کے بارے میں میں نے حماد بن أبي سلیمان سے کوئی جواب نہیں سنا تھا، میں نے ان مسائل کا جواب دینا شروع کیا اور اپنے جواب لکھ کر اپنے پاس محفوظ بھی کرنے شروع کر دیئے۔ استاذ حماد دو ماہ کے بعد واپس تشریف لائے تو میں نے وہ مسائل اور ان کے جوابات جو میں نے دیئے تھے ان کی خدمت میں پیش کئے وہ تقریباً ساٹھ مسائل تھے۔ چالیس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا، البتہ بیس مسائل کے بارے میں ان کی رائے کچھ مختلف تھی۔ اس کے بعد میں نے قسم کھالی کہ میں مرتے دم تک ان سے علیحدہ نہیں ہوں گا چنانچہ ان کے انتقال تک میں نے ان کا دامن نہیں چھوڑا۔ (ص: ۱۶۳)

(۳۹)...... خطیب نے امام ابو یوسف اور ابو محمد الحارثی نے ہیثم بن عدی سے روایت کی اور یہ دونوں حضرات امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں امام نے فرمایا: جب میں نے علم حاصل کیا تو تمام علوم اپنے سامنے رکھے، ایک ایک فن کو غور سے دیکھا اس کے منافع اور اس کے انجام کا جائزہ لیا (لیکن ہر علم میں میں نے کوئی نہ کوئی خرابی دیکھی) پھر میں نے فقہ کا جائزہ لیا جتنا میں اسے اُلٹتا پلٹتا رہا اس کی عظمت کا میرے دل میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس علم میں علماء، فقہاء، مشائخ اور صاحبِ بصیرت لوگوں کی صحبت نصیب ہوتی ہے اور ان کے اخلاق اختیار کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ میں نے اندازہ کیا کہ دینی فرائض کی (صحیح) ادائیگی، اقامت دین کی (صحیح) جدوجہد، اور اللہ تعالیٰ کی (صحیح) عبادت فقہ کے بغیر ممکن نہیں، اور اسی فقہ سے دنیا و آخرت درست ہو سکتی ہے چنانچہ پھر میں اسی میں لگ گیا۔ (ص: ۱۶۴)

(۴۰)...... ھشام بن مہران فرماتے ہیں کہ شروع میں امام ابوحنیفہؒ مسائل کا

جواب نہیں دیتے تھے، اور خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس علم میں اس طرح حصہ نہیں لیتا تھا جیسا کہ اب لیتا ہوں۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھود رہا ہوں، اور وہاں سے ہڈیاں جمع کر کے انہیں ترتیب دے کر اپنے سینہ پر رکھ رہا ہوں، جب میں بیدار ہوا تو غم سے میرا وہ حال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، میرے آنسو جاری تھے اور میں نے دل میں کہا کہ قبریں کھودنا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر! میں گھر بیٹھ گیا اور مجلس میں جانا چھوڑ دیا، میری صحت متاثر ہوگئی اور احباب میری عیادت کو آنے لگے ایک ساتھی نے مجھ سے کہا کہ بظاہر تو کوئی بیماری آپ کو محسوس نہیں ہوتی، قصہ کیا ہے؟ اسے میں نے اپنا خواب سنایا تو اس نے کہا یہ خواب انشاء اللہ بہتر ہے اور اس نے کہا یہاں محمد ابن سیرین (جو تعبیر کے مشہور امام اور محدث ہیں) کے ایک ساتھی ہیں ہم انہیں بلا لیں۔ میں نے کہا: نہیں میں خود ان کے پاس جاؤں گا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا یہ خواب آپ کا ہے میں نے کہا جی ہاں میں نے دیکھا ہے، انہوں نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو تمہیں سنت پھیلانے کی ایسی توفیق ہوگی جو تم سے پہلے کسی کو نہ ہوئی اور تمہیں علم میں بڑا رسوخ حاصل ہوگا (دوسری روایت میں ہے کہ محمد بن سیرین سے بھی اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تھی غالباً یہی صاحب ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس گئے ہوں گے اور انہوں نے آ کر یہ تعبیر امام صاحب کو بتائی) جب میں نے یہ تعبیر سنی تو میں نے اس علم میں مزید محنت شروع کی، پھر امام نے فرمایا: اے اللہ انجام بخیر فرما۔

(۴۱)...... فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث[1] آ جائے تو ہمارے سر آنکھوں پر ہے اور اگر صحابہؓ کے اقوال ہوں تو ہم انہیں میں سے ایک قول اختیار کرتے ہیں ان کے اقوال سے خروج نہیں کرتے، البتہ تابعین (یعنی امام

---

(۱) یعنی صحیح بھی ہو اور قرآن وحدیث کی دوسری نصوص کے معارض بھی نہ ہو۔ ۱۲ م

صاحب کے ہم عصر علماء) کے اقوال ہوں تو اس میں ہم اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔ (ص:۷۳،)

(۴۲) ...امام صاحب نے فرمایا عجیب بات ہے لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میرا فتویٰ تو ہمیشہ نقل پر مبنی ہوتا ہے۔

(۴۳)......ایک صاحب نے عرض کیا کہ اَعراض اور اجسام کے بارے میں جو اقوال بیان کئے جارہے ہیں ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا یہ سب فلسفیوں کی باتیں ہیں (انہیں چھوڑو) اور سلف صالحین کے طریقہ پر نصوص و آثار کو اختیار کرو، اور دیکھو اس طرح کی نئی باتوں سے بچو یہ بدعت ہیں۔

(۴۴)......حسنؒ بن زیاد نے امام ابوحنیفہؒ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا:

کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کتاب اللہ (تعالیٰ) اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں اپنی رائے پیش کرے۔ اسی طرح صحابہؓ کے اجماع کے خلاف بھی رائے پیش کرنا جائز نہیں ہاں جن مسائل میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہو تو ہم ان کے اقوال میں سے (ہمارے خیال کے مطابق) جو رائے کتاب و سنت کے زیادہ قریب نظر آئے اسے اختیار کر لیتے ہیں، ان گذشتہ مسائل کے علاوہ جو مسائل ہیں اس میں فقہاء کے اجتہاد اور قیاس کی گنجائش ہے۔

(۴۵)......امام ابویوسفؒ فرماتے تھے کہ میں اپنے ماں باپ سے بھی پہلے امام ابوحنیفہؒ کے لئے دعا کرتا ہوں میں نے امام ابوحنیفہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں جب بھی اپنے ماں باپ کیلئے دعا کرتا ہوں تو اپنے استاذ حماد بن ابی سلیمان کو دعا میں ضرور شامل کرتا ہوں۔ (ص:۱۹۸)

(۴۶)......امام ابوحنیفہؒ جب تہجد کے لئے اُٹھتے تو پہلے ڈاڑھی سنوارتے اور زینت اختیار فرماتے (پھر تہجد ادا کرتے) اور فرماتے تھے کہ میں نے تہجد میں قرآن

کی ہر سورت پڑھی ہے۔

(۴۷)......فرمایا اگر دین میں تنگی کا خوف نہ ہوتا تو میں لوگوں کو فتوی نہ دیتا۔ جہنم میں لے جانے والی سب سے خوفناک چیز فتوی ہے۔

(۴۸)......حضرت فضلؒ بن دُکین فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا جو مجھ سے بغض رکھے اللہ اُسے مفتی بنادے۔(۱)

(۴۹)......ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہا اللہ سے ڈریئے! امام صاحب نے سر جھکالیا چہرہ زرد پڑ گیا اور فرمایا اے بھائی! اللہ تمہیں جزاء خیر عطا کرے۔ جب لوگوں کا علم ان کی زبان پر جاری ہو تو ضرورت ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جائے تا کہ وہ اپنے تمام اعمال صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کریں۔

(۵۰)......امام کے سامنے دوسروں کی باتیں نقل کی جاتیں تو فرماتے چھوڑو، لوگوں کی باتیں نقل مت کرو، جس نے ہمارے بارے میں غلط بات کہی اللہ اسے معاف کرے اور جس نے اچھی بات کہی اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔

(۵۱)......حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کیلئے جارہا تھا، ایک آدمی نے دور سے انہیں دیکھا تو چھپنے لگا اور راستہ بدلنے لگا، امام نے زور سے اسے پکارا راستہ مت بدلو، اسی راستہ پر آؤ۔ جب اس شخص نے اندازہ کیا کہ ابوحنیفہ اسے دیکھ چکے ہیں تو وہ شرمندہ ہو کر ٹھہر گیا، امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ تم راستہ کیوں بدل رہے تھے؟ اس نے کہا آپ کی مجھ پر اتنی رقم ہے مدت لمبی ہو چکی ہے اور میں اب تک اس کی ادائیگی نہیں کر سکا ہوں تو آپ کو دیکھ کر میں شرما گیا۔ امام صاحب نے فرمایا سبحان اللہ۔ معاملہ یہاں تک پہنچ

(۱) شاید مطلب یہ ہو کہ اگر وہ مفتی برحق ہوگا تو اسے ہدایت نصیب ہوگی اور توبہ کی توفیق ہو جائے گی اور اگر بے باک ہوگا تو اس کا انجام سب کو معلوم ہے۔ ۱۲م

گیا ہے کہ تم مجھے دیکھ کر چھپتے پھر رہے ہو، میں وہ قرض معاف کرتا ہوں اس کے بعد مجھ سے نہ چھپنا اور اس عرصہ میں مجھ سے تمہیں جو تکلیف پہنچی ہے وہ تم مجھے معاف کر دینا۔ شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ اصل زاہد (۱) امام ابوحنیفہؒ ہیں۔

(۵۲)......امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا کہ علم دین ضائع ہوگا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا۔ راحت ان کو ہو، اور گناہ مجھ پر!

(۵۳)......امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: میں نے کبھی کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا، نہ کبھی کسی پر لعنت کی، نہ کسی مسلمان یا کافر ذمی پر ظلم کیا، نہ کسی سے خیانت کی، نہ کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہے۔

(۵۴)......ایک شخص مسجد کے ایک کونہ میں کھڑے ہو کر امام صاحب کو بُرا بھلا کہنے لگا، امام ابوحنیفہؒ نے اپنے حضرات کو اس کے ساتھ بات کرنے سے روک دیا، اور خود بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ اپنے درس میں مصروف رہے، درس سے فارغ ہو کر امام صاحب چلے تو وہ آدمی بھی پیچھے پیچھے چلا۔ جب امام صاحب اپنے گھر کے قریب پہنچے تو اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ میرا گھر ہے، اگر کچھ اور کہنا ہے تو کہہ لو پھر میں اپنے گھر چلا جاؤں گا۔ وہ شخص شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

(۵۵)......ایک اور روایت میں اسی طرح کا قصہ ہے کہ وہ شخص امام صاحب کو سارے راستہ برا بھلا کہتا رہا اور امام خاموشی سے سنتے رہے، کوئی جواب نہیں دیا، جب گھر پہنچے تو اندر جانے لگے تو وہ شخص چلا کر بولا: کیا تم مجھے کتا سمجھتے ہو؟ اندر سے جواب آیا: ہاں۔

---

(۱) زاہد وہ شخص ہے جس کا دنیا سے دل لگا ہوا نہ ہو۔ ۱۲ م

(۵۶)..... ابوالخطاب جرجانی کا بیان ہے کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان آیا اور اس نے ایک مسئلہ پوچھا امام صاحب نے جواب دیا تو اس نے کہا اے ابوحنیفہ تم نے غلطی کی اہلِ مجلس چپ تھے میں نے کہا آپ لوگوں کو اس شیخ (امام ابوحنیفہؒ) کی عظمت کا احساس نہیں کہ ایک جوان آ کر انہیں اس طرح کی بات کہہ جاتا ہے اور آپ سب خاموش رہتے ہو۔ امام ابوحنیفہؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ انہیں کچھ مت کہو، میں نے انہیں اس کا عادی بنایا ہے۔

(۵۷)..... فرمایا: اپنے استاذ حماد بن ابی سلیمان کی عظمت کی وجہ سے میں نے کبھی ان کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے حالانکہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان سات گلیوں کا فاصلہ ہے۔

(۵۸)..... امام ابوحنیفہ کا گذر اپنی تجارت پر تھا اور لوگوں سے ہدایا کم لیتے تھے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے..... ؎

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم   وسیبہ واسع یُرجی وینتظر
أنتم یکدّر ما تعطون مَنُّکم   واللہ یعطی بلا من ولا کدر

عرش والے کی عطائیں تمہارے عطیات سے بہتر ہیں، اس کی عطائیں وسیع ہیں اور اس کی رحمت کی امید رہتی ہے، تمہارے عطیات تمہارے احسان جتانے سے مکدّر ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بغیر احسان جتائے عطا فرماتا ہے۔

(۵۹)..... فرمایا: جس نے علم کو اپنے گلے کا ہار بنایا اور علم کی بات بیان کی مگر اسے اس کا احساس نہیں کہ میں اللہ کے دین میں جو فتوی دے رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے سوال فرمائیں گے اس کی جان اور اس کا دین خطرہ میں ہے۔

(۶۰)..... فرمایا: جس کی صحبت بھاری ہو۔ یعنی اس کے پاس بیٹھنے سے دل گھبراتا ہو وہ نہ فقہ کو سمجھتا ہے اور نہ فقہاء کو۔

(۶۱)......فرمایا: میں نے گناہوں میں ذلت محسوس کی تو انہیں شرافت کے خیال سے چھوڑ دیا، پھر یہی شرافت دینداری (یعنی تقوی) میں تبدیل ہوگئی۔

(۶۲)......فرمایا جس کا علم اسے حرام کاموں سے اور اللہ عزوجل کی نافرمانی سے نہ روکے وہ خسارہ میں ہے۔

(۶۳)......ایک شخص کپڑے کے بازار میں آیا اور پوچھنے لگا کہ ابوحنیفہ فقیہ کی دکان کونسی ہے؟ امام صاحب نے اس کی بات سن لی تو فرمایا: وہ فقیہ نہیں ہے بلکہ اپنے اوپر مشقت برداشت کر کے فتوی دیتا ہے۔

(۶۴)......توبہ (العنبری) فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب میں پیدل چل رہا ہوں، یا لوگوں سے بات کر رہا ہوں، یا کھڑا ہوا ہوں، یا آرام کر رہا ہوں تو مجھ سے دین کی بات مت پوچھا کرو کیونکہ ان حالات میں آدمی کی عقل مجتمع نہیں ہوتی۔

(۶۵)......امام ابوحنیفہؒ سے حضرت علی ؓ، حضرت معاویہ ؓ اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا مجھے ان سوالات کا ڈر ہے جن کا جواب میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر دینا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے اپنے سامنے کھڑا کریں گے تو مجھ سے ان (صحابہؓ) کے بارے میں نہ پوچھیں گے۔ وہاں جو سوالات مجھ سے پوچھے جائیں گے ان کی مشغولیت زیادہ ضروری ہے۔ (چنانچہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا، معلوم ہوا کہ فضول سوالات کا جواب دینا ضروری نہیں)۔

(۶۶)......سہل بن مزاحم فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، امام صاحب اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے کہ اگر اس علم سے تمہارا مقصود خیر یعنی دین نہیں تو تمہیں توفیق نصیب نہ ہوگی۔

(٦٧)......فرمایا مجھے بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ لوگ دین میں محض اندازہ سے بات کرتے ہیں اور محض اپنے گمان پر عمل کر لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا ہے:

وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً. (بنی اسرائیل ۳٦)

اور جس بات کی آپ کو تحقیق نہیں اس کے پیچھے نہ چلیے، بے شک کان آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ ہوگی۔

(٦٨)......فرمایا: جو شخص دنیا کے لئے علم دین سیکھتا ہے وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے، علم اس کے دل میں راسخ نہیں ہوتا اور اس کے علم سے زیادہ نفع بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دین کا علم دین کے لئے سیکھتا ہے اسے برکت دی جاتی ہے، علم کا اس کے دل میں رسوخ ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے والے اس کے علم سے نفع اٹھاتے ہیں۔

(٦٩)......فرمایا: تمام طاعات میں سے سب سے عظیم طاعت ایمان ہے اور تمام گناہوں میں بدترین گناہ کفر ہے جو ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہا اور بدترین گناہ سے بچتا رہا تو باقی گناہوں کی مغفرت کی امید ہے۔

(٧٠)......فرمایا: اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرو، اور لوگوں کی طرف دیکھنا چھوڑ دو۔

(٧١)......فرمایا: جو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہتا ہو تو اسے دنیا کی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے، اور فرمایا جسے اپنی جان عزیز ہوتی ہے اس پر دنیا اور دنیا کی مشقتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ (۳۰۷)

(٧٢)......فرمایا: فقہ (یعنی دین کی صحیح سمجھ کی بات) اس شخص کے سامنے

مت بیان کرو جو اسے سننا نہ چاہتا ہو۔ اور جو شخص تمہاری بات درمیان میں کاٹ دے اسے خاطر میں نہ لاؤ کیونکہ اسے علم و ادب میں تم سے محبت نہیں ہے۔

(۷۳)...... اپنی محبوب جان کے لئے گناہ اور اپنے مبغوض وارث کے لئے اموال جمع مت کرو۔

(۷۴)...... امام ابوحنیفہؒ کی مسجد کا امام ایک دن غائب ہو گیا تو امام ابوحنیفہؒ کے بیٹے حماد بن أبي حنیفہ آگے بڑھے کہ لوگوں کو نماز پڑھا دوں، مگر امام ابوحنیفہ نے ان کے کپڑے پکڑ کر پیچھے کر دیا اور ایک اور شخص کو نماز کے لئے آگے کر دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اور گھر پہنچے تو بیٹے نے کہا ابا جان آپ نے تو مجھے رسوا کر دیا۔ امام صاحب نے فرمایا نہیں تم اپنے آپ کو رسوا کرنا چاہ رہے تھے میں نے تمہیں روک دیا۔ اگر تم نماز پڑھاتے اور ایک آدمی بھی کھڑے ہو کر یہ کہہ دیتا کہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز دھرا لو تو تم رسوا ہو جاتے پھر فرمایا: عام لوگوں کے معاملات میں مت دخل دیا کرو۔ (عقود الجمان)

(۷۵)......[1] امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ۹۶ھ میں جب کہ میری عمر سولہ برس تھی میں اپنے والد کے ساتھ حج کے لئے گیا۔ دیکھا کہ ایک بزرگ کے گرد لوگ جمع ہیں، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں والد نے بتایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں اور ان کا نام عبد اللہ بن الحارث بن جزءؓ ہے۔ میں نے پوچھا کہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سننے کے لئے۔ پھر میرے والد نے مجھے آگے کر دیا مگر راستہ تنگ تھا تو میرے والد خود آگے بڑھے اور راستہ بنانے لگے یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے

(۱) ملفوظ ۷۵ اور آگے کے ملفوظات فقیہ قاضی ابوعبد اللہ حسین بن علی الصیمری (متوفی: ۴۳۶ھ) کی کتاب "اخبار أبی حنیفۃ و اصحابہ" سے ماخوذ ہے۔ ۱۲م

سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تفکرات کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور ایسی جگہوں سے اسے عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ (اخبار أبی حنیفہ للصیمری ص ۴)

(۷۶)...... امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے (مشہور صحابیؓ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کو نیکی کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

(۷۷)...... معاویہ بن عبداللہ بن میسرہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل قبلہ (یعنی عام مسلمان بالخصوص مخالف مسلمانوں) کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت سے اعراض کرے گا وہ ناکام و نامراد ہے۔

(۷۸)...... امام شعبی نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کے سامنے فرمایا کہ جو شخص معصیت کی نذر مانے اس پر کفارہ واجب نہیں۔ ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید نے ظہار میں کفارہ واجب قرار دیا ہے حالانکہ قرآن کریم ہی نے ظہار کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے اِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا (بے شک یہ لوگ نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں)۔

(۷۹)...... حسنؒ بن زیاد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے مجلس میں اپنے ایک شاگرد کو دیکھا کہ جس نے بہت پرانے کپڑے پہن رکھے تھے، جب مجلس ختم ہوئی تو امام صاحبؒ نے انہیں روک لیا۔ جب سب لوگ چلے گئے اور وہ صاحب اکیلے رہ گئے تو امام صاحب نے انہیں ایک بڑی رقم دی اور فرمایا کہ یہ رقم لے لو اور اس سے

اپنے حالات درست کرلو، انہوں نے عرض کیا کہ میں مالدار ہوں، نعمتیں گھر میں موجود ہیں اور مجھے اس رقم کی حاجت نہیں ہے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا مشاہدہ فرمائیں؟ تمہیں اپنی حالت بدلنی چاہئے تاکہ تمہارے دوست تمہیں دیکھ کر غم زدہ نہ ہوں۔

(۸۰)...... امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ بہت سخی تھے اور اپنے جاننے والوں پر بہت احسان فرمایا کرتے تھے لیکن اگر کوئی ان کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا تو فرماتے کہ: تم میرا شکریہ ادا کر رہے ہو حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم تک پہنچایا ہے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: میں نہ تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں اور نہ تم سے کسی چیز کو روکتا ہوں بلکہ میں تو خزانچی ہوں جہاں (منجانب اللہ) حکم دیا جاتا ہے وہاں میں خرچ کر دیتا ہوں۔

نوٹ: ۔ قاضی اُبوعبداللہ حسین بن علی الصیمری (متوفی ۴۳۶ھ) کی کتاب "اخبار أبی حنیفه واصحابه" سے لئے جانے والے ملفوظات مکمل ہوگئے۔ ۱۲م۔

(۸۱)...... فرمایا: اگر نبی کریم ﷺ سے کسی مسئلہ میں کوئی حدیث موجود ہو (اور اس کے معارض دوسری احادیث موجود نہ ہوں) تو ہمیں کسی اور طرف جانے کی کوئی ضرورت نہیں، اور اگر صحابہؓ سے کسی مسئلہ میں مختلف اقوال ہوں تو ہم انہیں میں سے کسی کا انتخاب کرتے ہیں اور جو مسئلہ صرف تابعین سے مروی ہو اس میں ہم رائے دیتے ہیں، اور اگر کسی کا قول ہمارے قول سے بہتر ہو تو اُسے اختیار کرلیا جائے۔

(۸۲)...... فرمایا: عجیب بات ہے لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے پر فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ اگر اقوال منقول ہوں تو میں ہمیشہ انہیں میں سے کسی کو اختیار کرتا ہوں۔

(۸۳)...... حفصؒ بن غیاث فرماتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہؒ کے استاذ حماد

ابن ابی سلیمان کا انتقال ہوگیا تو ان کے شاگردوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا کہ آپ ان کی جگہ بیٹھئے۔ فرمایا اس شرط پر بیٹھوں گا کہ تم میں سے دس علماء مجھے اس بات کی ضمانت دیں کہ مجھے ''سنت نبویؐ'' (۱) کا پابند رکھیں گے۔ جن دس علماء نے یہ ضمانت دی اور نہ صرف ضمانت دی بلکہ اس کا ایفاء کیا ان میں ''ابواسحاق الشیبانی'' بھی شامل تھے۔

(۸۴)...... حضرت یحییٰ بن نصر فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں تعلیم وتدریس کے لئے بیٹھتا تھا اور اپنے اصحاب (شاگردوں) کے لئے بہت صبر سے کام لیتا تھا۔ صبح شام کے اوقات ان کے لئے صرف کرتا۔ اس زمانہ میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں نبی کریم ﷺ کی قبر کھود رہا ہوں اور وہاں ہڈیاں جمع کر کے انہیں ترتیب سے رکھ رہا ہوں یہ خواب دیکھ کر مجھے سخت وحشت (۲) ہوئی میں نے علم کی مجلس چھوڑ دی اور گھر جا بیٹھا...... ابو مقاتل کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے جب پڑھانا چھوڑ دیا اور گھر بیٹھ گئے تو ان کے شاگردان کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ آپ نے ہمیں علم کی ترغیب دی اس پر آمادہ کیا اور آپ نے خود اسے چھوڑ دیا ہے فرمایا کہ ایک خواب نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ شاگردوں نے عرض کیا کہ یہاں ابن سیرینؒ (اور ایک روایت میں ان کے شاگرد خاص) موجود ہیں ان سے تعبیر پوچھ لی جائے فرمایا ٹھیک ہے۔ انہوں نے یہ تعبیر دی کہ خواب دیکھنے

یاد رہے کہ ملفوظ ۸۰ سے شروع ہونے والے ملفوظات امام موفق احمد المکیؒ (متوفی: ۵۶۸ھ) کی کتاب ''مناقب أبي حنيفه'' سے لئے گئے ہیں۔

(۱) اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک معیار حق ہونے میں سنت کا کیا مقام ہے اس میں اہل قرآن اور اہل حدیث حضرات کے لئے بھی سوچنے کا بڑا سامان ہے۔ ۱۲م

(۲) معلوم ہوا کہ خواب غیر اختیاری چیز ہے انسان اپنے خواب میں بغیر اختیار کے جو دیکھتا ہے یا سنتا ہے اس پر اسے کیسے ملامت کی جا سکتی ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بظاہر برے خواب کی تعبیر بہت اچھی بھی ہو سکتی ہے۔ ۱۲م

والے شخص کو احیاء سنت کی توفیق خاص نصیب ہوگی۔ اس کے بعد امام صاحب کا یہ (طبعی) انقباض دور ہوا اور پھر نئے نشاط کے ساتھ دینی تعلیم کا کام شروع کیا۔ (ص: ۶۲)

(۸۵)......امام ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ اپنی علمی مجلس میں قیاس شرعی کا ذکر فرما رہے تھے کہ مسجد کے کونہ سے ایک آدمی نے چیخ کر کہا یہ قیاسات چھوڑو، سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس تھا، امام ابوحنیفہؒ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے صحیح بات غلط جگہ میں استعمال کی ہے۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کرنے کیلئے قیاس کیا تھا (فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ) اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم شرعی پر عمل کرنے کیلئے ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کر رہے ہیں تاکہ دونوں جگہوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرسکیں کہاں یہ، کہاں وہ؟ وہ آدمی دوبارہ چیخ کر بولا میں توبہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو منور فرمادے تم نے میرا دل منور کردیا۔

(۸۶)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غلط قیاس، مسجد میں پیشاب کرنے سے بدتر ہے۔ (ص: ۸۱)

(۸۷)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلفائے راشدین کو خلافت راشدہ کی ترتیب کے مطابق تمام صحابہ میں افضل قرار دیتے تھے اور صحابہؓ کے بارے میں فرماتے تھے کہ کسی صحابی کا حضور ﷺ کے ساتھ ایک لمحہ گذار لینا ہماری ساری عمر کے اعمال سے افضل ہے۔

(۸۸)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طلب علم کے سلسلہ میں حضرت عطاء بن اَبی رباح کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے پوچھا کہاں سے آنا ہوا؟ جواب دیا عراق سے، پھر پوچھا آپ کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ عرض کیا جو تقدیر کا انکار نہیں کرتے، محض گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر قرار نہیں دیتے اور سلف صالحین کی

شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے۔ حضرت عطاء بن اَبی رباح نے امام ابوحنیفہؒ کا جواب سن کر ان تینوں باتوں کا ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا میں نے سلف صالحین یعنی تابعینؒ اور صحابہؓ کو اسی عقیدہ پر پایا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے اساتذہ میں حضرت حماد بن اَبی سلیمان سے بڑھ کر فقیہ اور حضرت عطاء بن اَبی رباح سے بڑھ کر جامع العلوم کسی کو نہیں پایا۔ (ص:۷۹)

(۸۹)......امام ابوحنیفہؒ نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا: عمل علم کے تابع ہے، جیسا کہ اعضاء آنکھ کے تابع ہوتے ہیں [1]۔ تھوڑے عمل کے ساتھ علم مفید ہے بہ نسبت اس کے کہ زیادہ عمل جہالت کے ساتھ کیا جائے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے تھوڑا توشہ ہو مگر صحراء میں راستہ معلوم ہو تو وہ اس سے بہتر ہے کہ توشہ زیادہ ہو مگر صحرا سے نکلنے کا راستہ نامعلوم ہو۔ اسی لئے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ
إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ۔

آپ کہہ دیجئے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟
سوچتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں۔ (سورۂ زمر:۹)

(۹۰)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے عدل کی تعریف کرے مگر اسے اس دوسرے شخص کے مخالفوں کے ظلم کا علم نہ ہو تو کیا یہ کہنا درست ہے کہ وہ حق کو پہچانتا ہے؟ امام نے فرمایا عالم اگر کسی عادل کی تعریف کرے اور اس کے مخالفوں کے ظلم کی اسے پہچان نہ ہو تو وہ انصاف اور

(۱) کہ آنکھ دیکھتی ہے اور اس کے دیکھنے کے مطابق سارے اعضاء اس پر عمل کرتے ہیں مثلاً آنکھ آگ دیکھتی ہے اور سارے اعضاء اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۲م

ظلم دونوں سے ناواقف ہے۔ (۱)

(۹۱)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو کافی دیر سکوت فرماتے، لمبا سانس لیتے، پھر فرماتے اے اللہ ہم سے مواخذہ نہ فرمانا، (اس کے بعد مسئلہ بتاتے)۔

(۹۲)......حماد بن ابی حنیفہ کا بیان ہے کہ جب خوارج کو یہ اطلاع ملی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی مسلمان کو محض گناہ کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیتے تو انہوں نے ستر افراد تیار کئے اور امام صاحب کی مجلس میں پہنچے اور کہا کہ اے ابوحنیفہؒ ہم اور تم ایک ملت سے تعلق رکھتے ہیں تم ہمیں اپنے قریب آنے دو۔ امام صاحب نے شاگردوں کو حکم دیا انہوں نے راستہ دیدیا جب وہ قریب پہنچے تو انہوں نے تلواریں نکال لیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہا اور کہا کہ تمہیں قتل کرنا ہم میں سے ہر شخص کے لئے ستر سال کے جہاد سے افضل ہے مگر ہم تم پر ظلم نہیں کرنا چاہتے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کیا تم مجھے انصاف دینے پر تیار ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا پہلے اپنی تلواریں میان میں کرو ان کی چمک سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ وہ بولے یہ تلواریں تو ہم نے اسی لئے نکالی ہیں کہ تمہارے خون سے انہیں رنگ دیں۔ امام صاحب نے فرمایا: چلو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بات شروع کرو۔ انہوں نے کہا اگر مسجد کے باہر دو جنازے ہوں ایک ایسے شخص کا جس کا شراب پیتے پیتے شراب کی زیادتی سے انتقال ہوگیا اور دوسرا جنازہ ایسی عورت کا جو زانیہ تھی اور اس نے حمل ٹھہرانے کے بعد خودکشی بھی کی تو ان کے جنازوں کا کیا حکم ہے؟

امام صاحب نے فرمایا یہ دونوں کس ملت سے تعلق رکھتے تھے؟ کیا یہ یہودی

---

(۱) مطلب یہ کہ عالم کو نیکیوں کے ساتھ برائیوں اور ان کے اسباب کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی کو بعض سلف صالحین نے اس طرح ذکر فرمایا کہ جو شخص برائیوں کو نہیں پہچانتا ڈر ہے کہ وہ کہیں ان میں مبتلا نہ ہو جائے۔ ۱۲ م

تھے؟ کہا نہیں، فرمایا کیا عیسائی تھے؟ کہا نہیں، فرمایا کیا مجوسی تھے؟ کہا نہیں، کہا پھر کس ملت سے تعلق تھا، بولے اسی ملت سے تعلق تھا جو لا الہ الاّ اللّٰہ اور محمد رسول اللّٰہ کی گواہی دیتی ہے۔ امامؒ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ یہ گواہی ایمان کا دو بٹا تین (۲/۳) ہے یا ایک بٹا چار (۱/۴)۔ وہ بولے کہ ایمان میں یہ بٹا نہیں چلتا، ایمان ہوتا ہے تو مکمل ہوتا ہے نہیں ہوتا تو بالکل نہیں ہوتا۔ امامؒ نے فرمایا عجیب بات ہے تم مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو جن کے مؤمن ہونے کا خود اقرار کرتے ہو......
اس پر وہ شرمندہ ہو کر بولے اچھا یہ بتایئے کہ کیا یہ اہل جنت میں سے ہوں گے یا؟ فرمایا اگر تم مجھے مجبور کرتے ہو تو میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں کہا تھا: مَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے اور جو میری (شریعت کی) نافرمانی کرے گا تو اے پروردگار آپ غفور رحیم ہیں۔ (القرآن) اور میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں فرمایا تھا:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

اے پروردگار اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمادیں تو بے شک آپ غالب حکمت والے ہیں (القرآن)

اور میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا:

وَمَا عِلْمِیْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلاَّ عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ

مجھے ان کے کاموں کے بارے میں کیا جاننا ان کا حساب پوچھنا میرے رب کا ہی کام ہے، اگر تم سمجھو۔ (القرآن)

حملہ آوروں نے تلواریں میان میں کیں۔ اور اپنے سابقہ عقائد سے توبہ کرکے اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک اختیار کرلیا۔ (ص:۱۰۹)

(۹۳)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مخالفین امام صاحبؒ کے پاس ''قراءۃ خلف الامام'' کے مسئلہ میں مناظرہ کیلئے آئے، امام صاحبؒ نے فرمایا تم سب سے بحث کرنا تو ممکن نہیں اپنے میں سے کسی افضل شخص کا انتخاب کرلو تاکہ میں اس سے گفتگو کرسکوں۔ انہوں نے ایک صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا یہ تم میں افضل ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اگر میں ان سے مناظرہ کرلوں اور ان پر حجت قائم کردوں تو کیا یہ تم پر حجت ہوجائے گی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تم پر تو حجت خود بخود قائم ہوگئی کیونکہ تم نے ان کا انتخاب کرکے اس کے کلام کو اپنا کلام قرار دیدیا اسی طرح شریعت نے امام کو اختیار فرما کر اس کی قراءت کو مقتدیوں کی قراءت قرار دیا ہے۔

(۹۴)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مثل بن گیا: رأیت المعاصی مذلّۃ فترکتھا مروّۃ فصارت دیانۃ: یعنی میں نے گناہوں میں ذلت دیکھی تو شرافت کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا اور یہی میری دینداری کا سبب بنا۔[1] (یعنی گناہوں کا چھوڑنا ہی تقویٰ ہے جو اصلِ دین ہے)۔

(۹۵)......فرمایا: جس کا علم اسے حرام کاموں سے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے نہ روکے وہ خسارہ میں ہے۔

(۹۶)......فرمایا: اگر دنیا و آخرت میں علماء اور فقہاء اولیاء اللہ میں نہیں تو پھر کوئی ان کا ولی نہیں (یعنی صحیح عالم اور فقیہ اولیاء اللہ میں سرفہرست ہیں)۔

(۱) اسی جیسا مقولہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے مروی ہے کہ عبادت پہلے ریاء ہوتی ہے (یعنی اپنے بڑوں کے حکم کی وجہ سے انسان انہیں خوش کرنے کے لئے کرتا ہے) پھر عادت ہوجاتی ہے (جیسے چھوڑنا مشکل ہوجاتا ہے) پھر عبادت بن جاتی ہے۔ ۱۲م

(۹۷)...... یحییٰ بن زیادہ بصری کا کہنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا۔ اے اہلِ بصرہ تم ہم سے زیادہ عبادت گذار ہو مگر (اہل کوفہ) تم سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں، مصنِّف (موفق بن احمد المکی) نے نقل کیا کہ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اہلِ کوفہ وہ حدیثیں روایت کرتے ہیں جو زندگی کے معاملات میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہیں اور اہل بصرہ وہ حدیثیں زیادہ روایت کرتے ہیں جو رُلانے والی ہوتی ہیں۔ (۳۴۱)

(۹۸)...... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پچاس سال سے میں ہر نماز کے بعد استغفار کرتا ہوں بطور خاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے کہ اس میں کوتاہی ہوئی ہوگی۔

(۹۹)...... ابراہیم بن سوید النخعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ حجِ فرض کے بعد حجِ نفل افضل ہے یا جہاد؟ فرمایا حجِ فرض ادا ہونے کے بعد ایک جہاد پچاس حجِ نفل سے افضل ہے۔ (ص: ۳۴۳)

(۱۰۰)...... عبدالعزیز اَبی روّاد نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ خلیفہ نے مجھے بلایا ہے تو مجھے وہاں کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا جب جاؤ تو سلام کرو اس کے بعد خاموشی اختیار کرو کیونکہ گفتگو کی ذمہ داری ان پر ہے، پھر اگر وہ کوئی بات پوچھیں اور تمہیں معلوم ہو تو بتادو۔

(۱۰۱)...... عبدالعزیز اَبی مسلم کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا وہ چلے جارہے تھے، میں نے ان سے چلتے چلتے قیس بن مسلم کی حدیث کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: سبحان اللہ، علم کے لالچ نے حسن ادب سے محروم کردیا۔ علم کی ہیبت اور عظمت ہوتی ہے، صاحب علم کیلئے وقار اور سکینت لازمی ہے ہاں جو علم حاصل کرنا

چاہئے اس کے سامنے جھک جانا چاہئے۔کل ہمارے پاس آنا۔(۱)

(۱۰۲)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اطاعت رب میں سب سے افضل ایمان ہے اور نافرمانی میں سب سے بدترین کفر ہے، جو شخص سب سے افضل اطاعت ایمان اختیار کر لے اور بدترین گناہ کفر سے بچ جائے تو باقی چیزوں میں مغفرت کی امید ہوسکتی ہے۔(ص:۳۴۹)

(۱۰۳)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے فرمایا آپ کو عبادت میں بڑا حصہ ملا ہے تو علم سے بھی حصہ لیجئے کیونکہ علم عبادت کی بنیاد ہے۔اور اسی سے حالات درست ہوتے ہیں۔

(۱۰۴)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو احادیث کا علم حاصل کرے مگر تفقہ نہ ہو اس کی مثال اس دوا فروش کی سی ہے جو ساری دواؤں کو جمع کرلے۔

(۱۰۵)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ کوفہ کی مسجد میں ایک حلقہ ہے جہاں لوگ فقہ کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں فرمایا کیا ان میں کوئی بڑا (تجربہ کار فقیہ) بھی ہے۔عرض کیا گیا نہیں۔فرمایا انہیں کبھی تفقہ نصیب نہ ہوگا۔

(۱۰۶)......خلیفہ ابوجعفر منصور یا گورنر عیسی بن موسی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے جب کہ سب حاضر ہوتے ہیں۔فرمایا: اس لئے کہ اگر آپ مجھے اپنے قریب کرلیں گے تو فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا، دور کریں گے تو رسوا ہوں گا، مجھے آپ کے پاس موجود نعمتوں کی رغبت نہیں، اور جتنا کچھ میرے پاس ہے وہ میرے لئے کافی ہے مجھے ڈر نہیں، آپ کے پاس جو لوگ آتے ہیں وہ اس لئے کہ آپ انہیں دوسروں سے مستغنی کردیں اور مجھے بھی اس ذات نے غنی بنا دیا ہے

(۱) یہ بات پیچھے گذر چکی ہے کہ امام صاحب راستہ چلتے مسئلہ نہیں بتایا کرتے تھے۔

جس نے آپ کو غنی بنایا ہے۔

(۱۰۷)...... بکیر بن معروف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے عرض کیا کہ لوگ آپ کے بارے باتیں کرتے ہیں (یعنی تنقید کرنے والے تنقید کرتے ہیں اور آپ کی غیبت کرتے ہیں) مگر آپ کبھی کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ فرمایا هُوَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے''۔

(۱۰۸)...... حضرت مکی بن ابراہیم (جو امام بخاریؒ کے جلیل القدر اساتذہ میں سے ہیں اور امام بخاریؒ نے اعلیٰ ترین سند والی احادیث ''ثلاثیات'' صحیح بخاری میں زیادہ تر انہی سے روایت کی ہیں) فرماتے ہیں کہ میں تجارت میں مشغول تھا، ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے مکی میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری تجارت میں خاصی مشغولیت ہے، اگر علم دین کے بغیر تجارت ہوگی تو بہت خرابی پیدا ہوگی، تم علم دین کیوں نہیں سیکھتے؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل مجھ پر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں لگنے کی توفیق دی اور اس کا ایک حصہ مجھے عطا فرمایا۔ اب میں ہر نماز کے بعد امام ابو حنیفہؒ کے لئے دعا کرتا ہوں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے علم کا دروازہ کھولا۔ (۴۱۸)

(۱۰۹)...... فضل بن عطیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے ایک مرتبہ میرے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے محمد جو حدیث تو پڑھے مگر علماء سے اس کی تفسیر معلوم نہ کرے اس کی کوشش رائیگاں جائیگی اور علم اس پر وبال بن سکتا ہے۔

(۱۱۰)...... امام ابو حنیفہؒ نے حضرت جابر کا یہ قول نقل کیا کہ ایک عورت کا خاوند مزے میں رہتا ہے (فی سرور) اور دو عورتوں کا شوہر پریشانی میں (فی شرور) اور جسے میری اس بات سے اتفاق نہ ہو تو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے کہ میں اپنے لئے تو ایک بیوی کو پسند کرتا ہوں کیونکہ عافیت اور سلامتی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اس کے بعد امام ابوحنیفہؒ کافی دیر تک عورتوں کے حقوق پر بیان فرماتے رہے۔

(۱۱۱)......امام ابوحنیفہؒ کی اپنی کپڑے کی وسیع تجارت تھی خود بھی اس سے گذارا کرتے اور علماء وطلباء اور مورخین کی بھی بڑی بڑی رقوم سے خدمت کیا کرتے تھے۔ اس تجارت کے ذریعہ ان کی کوشش ہوتی کہ وہ حکام اور مالداروں کے مالی احسان سے بچ سکیں، اور بکثرت یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے:

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم وسَیْبُہ واسع یُرجی وینتظر
أنتم یکدّر ما تعطون مَنُّکمْ واللّٰہ یعطی بلا منّ ولا کرم

عرش والے کی عطاء تمہاری عطا سے بہتر ہے۔ اس کا کرم وسیع ہے اسی کی اُمید ہے اسی کا انتظار ہوتا ہے۔ تم لوگ جو کچھ دیتے ہو احسان جتا کر اُسے مکدر کر دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو نہ احسان جتاتا ہے نہ دل مکدر کرتا ہے۔

(۱۱۲) امام صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر مجھے اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ مجھے ان لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے گا تو میں اپنے پاس ایک درہم بھی جمع نہ ہونے دیتا۔